

# اسلامی قومیت

(۲)

**عصبیت کے خلاف اسلام کا جہاد** | اس بیان سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ کفر و شرک کی جہالت

کے بعد اسلام کی دعوت حق کا اگر کوئی سب سے بڑا دشمن تھا تو وہ بھی نسل و وطن کا شیطان تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ حیات نبویہ میں ضلالت کفر کے بعد سب سے زیادہ جس چیز کو مٹانے کے لئے جہاد کیا وہ یہی عصبیت جاہلیہ تھی۔ آپ احادیث و سیر کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھیں گے تو معلوم ہو گا کہ حضور سرور کائنات نے کس طرح خون اور خاک، رنگ اور زبان پستی اور بلندی کی تفریقوں کو مٹایا، انسان اور انسان کے درمیان غیر فطری امتیازات کی تمام سنگین دیواروں کو مٹا رکھا، اور انسان ہونے کی حیثیت سے تمام بنی آدم کو یکساں قرار دیا۔ آنحضرت کی تعلیم یہ تھی کہ :-

لیس منا من مات علی العصبیۃ لیس  
منا من دعی الی العصبیۃ لیس منا من  
قاتل علی العصبیۃ۔  
جس نے عصبیت پر جان دی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔  
جس نے عصبیت کی طرفت بلایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔  
جس نے عصبیت پر جنگ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

آپ فرماتے تھے :-

لیس لرحید فضل علی احد الابدین  
وتقوی۔ الناس کلہم بنو آدم و آدم  
من تراب۔  
پرہیزگاری اور دین داری کے سوا اور کسی چیز کی بنا پر  
ایک شخص کو دوسرے شخص پر فضیلت نہیں ہے۔ سب لوگ  
آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔

نسل، وطن، زبان، اور رنگ کی تفریق کو آپ نے یہ کہہ کہہ کر مٹا دیا کہ :-

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی  
 علی عربی کلکم ابناء آدم (بخاری مسلم)  
 لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی  
 عربی ولا لابيض علی اسود ولا لاسود  
 علی ابیض الا بالتقوی (زاد المعاد)  
 اسمعوا واطيعوا وان استحل علیکم  
 عبد حبشی کان راسه نر بیهة (بخاری  
 کتاب الاحکام)۔

نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے اور نہ عجمی کو عربی پر تم سب  
 آدم کی اولاد ہو۔  
 کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، اور کسی گور کے  
 کانے پر اور کسی کانے کو گور سے پر فضیلت نہیں ہے اگر  
 فضیلت ہے تو وہ صرف پرہیزگاری کی بنا پر ہے۔  
 سنو اور اطاعت کرو چاہے تمہارے اوپر کوئی حبشی  
 غلام ہی امیر بنا دیا جائے جس کا سر شمش جیسا ہو۔

فتح مکہ کے بعد جب تلوار کے زور نے قریش کی اکرٹی ہوئی گردنوں کو جھکا دیا، تو حضور خطبہ دینے  
 کھڑے ہوئے اور اس میں پورے زور کے ساتھ یہ اعلان فرمایا:۔

الا کل ماثرۃ اودم او مال یدعی  
 فہو تحت قدمی ہاتین۔

خوب سن رکھو کہ فخر و ناز کا ہر سرمایہ، خون اور مال کا  
 ہر دعویٰ آج میرے ان قدموں کے نیچے ہے۔

یا معشر قریش ان اللہ قد اذہب  
 عنکم نخوة الجاہلیہ وتعظمت الالباء

اے معشر قریش اللہ نے تمہاری جاہلیت کی نخوت اور  
 باپ دادا کی بزرگی کے ناز کو دور کر دیا۔

ایہا الناس کلکم من ادم وادم من  
 تراب۔ لا فخر لانساب۔ لا فخر للعربی

اے لوگو! تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے  
 تھے۔ نسب کے لئے کوئی فخر نہیں ہے۔ عربی کو عجمی پر عجمی کو

علی العجمی ولا لعجمی علی العربی ان اکرمکم  
 عند اللہ اتقکم۔

عربی پر کوئی فخر نہیں ہے۔ تم میں سب سے زیادہ مغز  
 وہی ہے۔ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

عبادت الہی کے بعد آپ اپنے خدا کے سامنے تین باتوں کی گواہی دیتے تھے پہلے اس بات

کہ ”ہذا کا کوئی شریک نہیں ہے“ پھر اس بات کی کہ ”محمد اللہ کا بندہ اور رسول ہے“ پھر اس بات کی کہ اللہ کے بندے سب بھائی بھائی ہیں“ (ان العباد کلہم اخوة)۔

بندہ حق بے نیاز از ہر مقام      نے غلام اور انہ او کس را غلام  
بندہ حق مرد آزاد است و بس      ملک و اینش خدا داد است و بس

**اسلامی قومیت کی بنیاد** | اس طرح اللہ اور اس کے رسول نے جاہلیت کی ان تمام محدود، مادی، حسنی، ہی بنیادوں کو جن پر دنیا میں مختلف قومیتوں کی عمارتیں قائم کی گئی تھیں ڈھا دیا رنگ، نسل، وطن، زبان، سیاست، سیاست کی غیر عقلی تفریقوں کو جن کی بنا پر انسان نے اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے انسانیت کو تقسیم کر رکھا تھا، مٹا دیا، انسانیت کے مادے میں تمام انسانوں کو برابر اور ایک دوسرے کا ہم مرتبہ قرار دے دیا۔

اس تخریب کے ساتھ اس نے خالص عقلی بنیادوں پر ایک نئی قومیت تعمیر کی، اس قومیت کی بنا بھی امتیاز پر تھی، مگر مادی اور عرضی امتیاز نہیں بلکہ روحانی اور جوہری امتیاز۔ اس نے انسان کے سامنے ایک فطری صداقت پیش کی جس کا نام ”اسلام“ ہے۔ اس نے خدا کی بندگی و اطاعت، نفس کی ہلاکت و پاکیزگی، عمل کی نیکی اور پرہیزگاری کی طرف ساری نوع بشری کو دعوت دی۔ پھر کہہ دیا کہ جو اس دعوت کو قبول کرے وہ ایک قوم سے ہے، اور جو اس کو رد کرے وہ دوسری قوم سے۔ ایک قوم ایمان اور اسلام کی ہے اور اس کے سب افراد بھائی بھائی ہیں۔ **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ**۔ اور ایک قوم کفر اور کفر ہی کی ہے، اور اس کے تمام متبعین اپنے اختلافات کے باوجود ایک ملت ہیں۔ **أَلْكَفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ**۔

ان دونوں قوموں کے درمیان بنائے امتیاز نسل اور نسب نہیں، اعتقاد اور عمل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک باپ کے دو بیٹے اسلام اور کفر کی تفریق میں جدا جدا ہو جائیں، اور دو بالکل اجنبی آدمی اسلام میں متحد ہونے کی وجہ سے ایک قومیت میں شریک ہوں۔ وطن کا اختلاف بھی ان دونوں قوموں کے درمیان

وجہ امتیاز نہیں ہے۔ یہاں امتیاز حق اور باطل کی بنیاد پر ہے۔ جس کا کوئی وطن نہیں۔ ممکن ہے کہ ایک شہر ایک محلہ، ایک گھر کے دو آدمیوں کی قومیتیں اسلام و کفر کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہو جائیں اور ایک چینی رشتہ اسلام میں مشترک ہونے کی وجہ سے ایک مراقتی کا قومی بھائی بن جائے۔

فطرت ما مستنیر از مصطفیٰ است باز گواہ حسرت مقام ما کجا است

زنگ کا اختلاف بھی یہاں قومی تفریق کا سبب نہیں ہے۔ یہاں اعتبار چہرے کے زنگ کا نہیں، اللہ کے زنگ کا ہے۔ اور وہی بہترین زنگ ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنْ اللّٰهِ صِبْغَةً۔ جو سمجھتا ہے کہ اسلام کے اعتبار سے ایک گورے اور ایک کالے کی ایک قوم ہو اور کفر کے اعتبار سے دو گورے کی دو الگ قومیتیں ہوں۔

مرد حق از کس نگیرد زنگ و بو مرد حق از حق پذیرد زنگ و بو

زبان کا امتیاز بھی اسلام اور کفر میں وجہ اختلاف نہیں ہے۔ یہاں مذہب کی زبان نہیں دل کی زبان کا اعتبار ہے جو ساری دنیا میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس کے اعتبار سے عربی اور افریقی کی ایک زبان ہو سکتی ہے، اور دو عربوں کی زبانیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ معاشی اور سیاسی نظاموں کا اختلاف بھی اسلام اور کفر کے اختلاف میں بے اصل ہے۔ یہاں عجبگد اور دولت زر کا نہیں دولت ایمان کا ہے، انسانیت کا نہیں خدا کی بادشاہت کا ہے۔ جو لوگ حکومت الہی کے وفادار ہیں، اور جو خدا کے ہاتھ اپنی جانیں فروخت کر چکے ہیں وہ سب ایک قوم ہیں خواہ ہندوستان میں ہوں یا ترکستان میں۔ اور جو خدا کی حکومت سے باغی ہیں اور شیطان سے جان و مال کا سودا کر چکے ہیں وہ ایک دوسری قوم ہیں ہم کو اس سے کچھ بحث نہیں کہ وہ کس سلطنت کی رعایا ہیں اور کس معاشی نظام سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس طرح اسلام نے قومیت کا جو دائرہ کھینچا ہے وہ کوئی حسی اور مادی دائرہ نہیں بلکہ ایک فطری

عقلی دائرہ ہے۔ ایک گھر کے دو آدمی اس دائرے سے جدا ہو سکتے ہیں اور مشرق و مغرب کا بعد رکھنے والے



دو آدمی اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔

سر عشق از عالم ارحام نیست

اوز سام و حام و روم و شام نیست

کو کب بے شرق و غرب بے غرب

ور مدارش نے شمال و نے جنوب

اس دائرہ کا محیط ایک کلمہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسی کلمہ پر دوستی بھی ہے اور اسی پر دشمنی بھی۔ اسی کا اقرار جمع کرتا ہے اور اسی کا انکار جدا کر دیتا ہے۔ جن کو اس نے جدا کر دیا ہے ان کو نہ خون کا رشتہ جمع کر سکتا ہے، نہ خاک کا، نہ زبان کا، نہ رنگ کا، نہ روٹی کا، نہ حکومت کا۔ اور جن کو اس نے جمع کر دیا ہے انہیں کوئی چیز جدا نہیں کر سکتی کسی دریا، کسی پہاڑ، کسی سمندر، کسی زبان کسی نسل، کسی رنگ، اور کسی زر و زمین کے قصیدہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسلام کے دائرے میں امتیاز می خطیٹ کھینچ کر مسلمان اور مسلمان کے درمیان فرق کرے ہر مسلمان خواہ وہ چین کا باشندہ ہو یا مراکش کا، کالامو یا گورا، ہندی بولتا ہو یا عربی، سامی ہو یا آریں، ایک حکومت کی رعیت ہو یا دوسری حکومت کی مسلمان قوم کا فرد ہے، اسلامی سوسائٹی کا رکن ہے، اسلامی ایشیٹ کا شہری ہے، اسلامی فوج کا سپاہی ہے، اسلامی قانون کی حفاظت کا مستحق ہے۔ شریعت اسلامیہ میں کوئی ایک دفعہ بھی ایسی نہیں ہے جو عبادت، معاملات، معاشرت، سیاست، معیشت، غرض زندگی کے کسی شعبہ میں عنصیت یا زبان یا وطنیت کے لحاظ سے اس کو دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں کم تر یا بیش تر حقوق دینی ہو،

اسلام کا طریق جمع و تفریق | یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اسلام نے تمام انسانی اور مادی رشتوں کو قطع کر دیا ہے۔

ہر محرم نہیں! اس نے مسلمانوں کو صلہٴ رحمی کا حکم دیا ہے قطع رحم سے منع کیا ہے، ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی تاکید کی ہے۔ خون کے رشتوں میں وراثت جاری کی ہے۔ خیرات و صدقات اور بذل و انفاق میں ذوی القربنی کو غیر ذوی القربنی پر ترجیح دی ہے۔ اپنے اہل و عیال، اپنے گھر بار، اور اپنے ملک کو دشمنوں سے بچانے کا حکم دیا ہے۔ ظالم کے مقابلہ میں لڑنے کا حکم دیا ہے اور ایسی لڑائی میں

جان دینے والے کو شہید قرار دیا ہے۔ زندگی کے تمام معاملات میں بلا امتیاز مذہب ہر انسان کے ساتھ ہمدردی  
حسن سلوک اور محبت سے پیش آنے کی تعلیم دی ہے۔ اس کے کسی حکم کو یہ معنی نہیں پہنچائے جاسکتے کہ وہ  
ملک و وطن کی خدمت و حفاظت سے روکتا ہے، یا غیر مسلم ہمسایہ کے ساتھ صلح و مسالمت کرنے سے  
باز رکھتا ہے۔

یہ سب کچھ ان مادی رشتوں کی جائز اور فطری مراعات ہے۔ مگر جس چیز نے قومیت کے معاملہ میں  
اسلام اور غیر اسلام کے اصول میں فرق کر دیا ہے، وہ یہ ہے کہ دوسروں نے انہی رشتوں پر جداگانہ  
قومیتیں بنائی ہیں۔ اور اسلام نے ان کو بنائے قومیت قرار نہیں دیا۔ وہ ایمان کے تعلق کو ان رشتوں کے  
پر ترجیح دیتا ہے اور وقت پڑے تو ان میں سے ہر ایک کو اس پر قربان کر دینے کا مطالبہ کرتا ہے۔  
وہ کہتا ہے :-

قَدْ كَانَ لَكُمْ آسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ      تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں یہ قابل تقلید  
وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا اتَّبِعُوا آلَنَا بَرًّا      نمونہ تھا کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہمارا تم سے  
مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ      اور تمہارے مبودوں سے جنہیں تم خدا کو چھو کر پوجتے ہو، کوئی  
تعلق

لے یہاں اس امر کی توضیح ضروری ہے کہ غیر مسلم قوموں کے ساتھ مسلمان قوم کے تعلقات کی حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت تو  
یہ ہے کہ انسان ہونے میں ہم اور وہ یکساں ہیں اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ اسلام اور کفر کے اختلاف نے ہمیں ان سے جدا کر دیا  
پہلی حیثیت ہم ان کے ساتھ ہمدردی، فیاضی، رواداری اور شرافت کا ہر وہ سلوک کریں گے جو انسانیت کا مقتضی ہے اور اگر وہ دشمن  
اسلام نہ ہوں تو ان سے دوستی، مصالحت، مسالمت بھی کر لیں گے اور مشترک مقاصد کیلئے تعاون میں درجہ نہ کریں گے لیکن کسی طرح کا  
مادی اور دنیوی نفع ہم کو اور ان کو اس طور سے جمع نہیں کر سکتا کہ ہم اور وہ مل کر ایک قوم بن جائیں اور اسلامی قومیت کو چھوڑ  
کوئی مشترک ہندی یا چینی یا مصری قومیت قبول کر لیں۔ کیونکہ ہماری دوسری حیثیت اس قسم کے اجتماع میں مانع ہے اور کفر  
کامل کر ایک ملت بن جانا قطعاً غیر ممکن ہے۔

كُفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ  
أَبَدًا حَتَّىٰ تُوْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ (۱:۶)

نہیں ہے ہم نے تم کو چھوڑ دیا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان  
کے لئے عداوت اور دشمنی ہو گئی تا وقتیکہ تم ایک خدا پر ایمان لالو

وہ کہتا ہے کہ :-

لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ  
إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ  
يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ  
(۳: ۹)

اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی دوست اور محبوب نہ  
اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو محبوب رکھیں تم  
میں سے جو کوئی ان کو محبوب رکھے گا وہ ظالموں  
میں شمار ہوگا۔

اور :-

إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا  
لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ (۲: ۶۴)

تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں ایسے لوگ بھی  
ہیں جو تمہارے (بحیثیت مسلمان ہونے کے) دشمن ہیں  
ان سے حد رکھو۔

وہ کہتا ہے کہ اگر تمہارے دین اور تمہارے وطن میں دشمنی ہو جائے تو دین کی خاطر وطن کو چھوڑ  
کو نکل جاؤ جو شخص دین کی محبت پر وطن کی محبت کو قربان کر کے ہجرت نہ کرے وہ منافق ہے۔ اس سے  
تمہارا کوئی تعلق نہیں فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (۱۲: ۴)

اس طرح ایک طرف تو اسلام اور کفر کے اختلاف سے خون کے قریب ترین رشتے کٹ جاتے  
ہیں۔ مان، باپ، بھائی، بیٹے صرف اس لئے جدا ہو جاتے ہیں کہ وہ اسلام کے مخالف ہیں۔ قوم کو  
اس لئے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ خدا سے دشمنی رکھتی ہے۔ وطن کو اس لئے خیر باد کہا جاتا ہے کہ وہاں  
اسلام اور کفر میں عداوت ہے۔ گویا اسلام دنیا کی ہر چیز پر مقدم ہے۔ ہر چیز اسلام پر قربان کی جاسکتی  
ہے۔ اور اسلام کسی چیز پر قربان نہیں کیا جاسکتا۔ اب دوسری طرف دیکھیے۔ یہی اسلام کا تعلق ہے جو

ایسے لوگوں کو ملا کر بھائی بھائی بنا دیتا ہے جن کے درمیان نہ خون کا رشتہ ہے، نہ وطن کا نہ زبان کا نہ رنگ کا۔ تمام مسلمانوں کو خطاب کر کے کہا جاتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ الْمَنَارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا (۳: ۱۱۰)

تم سب ملکر اللہ کی رسی کو مضبوط تھامے رہو اور آپس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد رکھو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس نے تمہاری دلوں میں باہمی الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت (اسلام) کی بدولت بھائی بھائی بن گئے۔ تم (آپس کی عصیتوں کی وجہ سے) آگ سے بھڑے ہوئے گڑبے کے سرے پر تھے۔ اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔

تمام غیر مسلموں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ :-

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَأِخْوَانًا لَكُمْ فِي الدِّينِ (۹: ۶)

اگر وہ کفر سے توبہ کریں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دین تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

اور مسلمانوں کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ :-

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَرُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (۳: ۱۰۳)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں۔

نبی سلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ لوگ اس بات کی گواہی دین کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلعم) اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔ نیز وہ ہمارے قبیلہ کی طرف منہ پھیریں، ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں جو نبی کہ انہوں نے ایسا کیا ہم پر ان کے خون اور ان کے مال حرام ہو گئے الا یہ کہ حق اور انصاف کی خاطر



ان کو حلال کیا جائے۔ اس کے بعد ان کے وہی حقوق ہیں جو سب مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہی وجبات ہیں جو سب مسلمانوں پر ہیں۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد)۔

پھر یہی نہیں کہ حقوق اور فرائض میں مسلمان برابر ہیں، اور ان میں کسی فرق و امتیاز کی گنجائش نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ارشادِ نبوی ہے کہ :-

المسلم للمسلم كالبنیان یشد بعضہ بعضاً مسلمان کے ساتھ مسلمان کا تعلق ایسا ہے جیسے ایک لوبہ کے اجزا جن کو ایک دوسرے سے پیوستہ کر دیا جاتا ہے۔

اور :-

مثل المؤمنین فی توادھم وتراحمهم آپس کی محبت اور رحمت و مہربانی میں مسلمانوں  
و تعاطفهم مثل الجسد الواحد اذا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جسم کہ اگر اس کے ایک عضو  
اشتکی منه عضو تراعی له سائر الجسد کو تخیف پہنچے تو سارا جسم اس کے لئے بے خواب  
بالسهر والحی۔ بے آرام ہو جاتا ہے۔

ملت اسلام کے اس جسمِ نامی کو رسول اللہ نے "جماعت" کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کے متعلق آپ کا فرمان ہے۔

ید اللہ علی الجماعۃ ومن شد شد فی النار۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ جو اس سے بچھڑا وہ آگ میں گیا۔

اور :-

من فارق الجماعۃ شبرا خلع ربقة الاسلام من عنقه جو ایک بالشت بھر بھی جماعت سے جدا ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکا۔

اسی پر بس نہیں بلکہ یہاں تک فرمایا کہ :-

من اراد ان يفرق جماعتكم فاقتلوه جو تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کئے  
اس کو قتل کر دو۔

اور :-

من اراد ان يفرق امر هذه الامة جو کوئی اس امت کے بندھے ہوئے رشتہ کو پارہ پارہ  
وہی جمیع فاضلہ بوجہ بالسيف کائنا کرنے کا ارادہ کرے، اس کی تلوار سے خبر لو خواہ  
من کان (مسلم - کتاب الامارہ) وہ کوئی ہو۔

اسلامی قومیت کی تعمیر کس طرح ہوئی؟ اس جماعت میں جس کی شیرازہ بندی اسلام کے تعلق کی بنا پر کی گئی تھی جن  
اور خاک، زنگ اور زبان کی کوئی تمیز نہ تھی۔ اس میں سلمان فارسی تھے

جن سے ان کا نسب پوچھا جاتا تو فرماتے کہ ”سلمان بن اسلام“ حضرت علیؑ ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے  
کہ سلمان منا اهل البيت۔ ”سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں“ اس میں باذان بن ساسان اور

ان کے بیٹے شہر بن باذان تھے جن کا نسب بہرام گور سے ملتا تھا۔ رسول اکرمؐ نے حضرت باذان کو  
مین کا اور ان کے صاحبزادے کو صنعا کا والی مقرر فرمایا تھا۔ اس جماعت میں بلالؓ بھی تھے جن کے

متعلق حضرت عمرؓ فرمایا کرتے کہ بلالؓ سیدنا، مولیٰ سیدنا۔ ”بلال ہمارے آقا کا غلام اور ہمارا آقا ہے“  
اس جماعت میں صہیبؓ، رومیؓ تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے اپنی جگہ نمازیں امامت کے لئے کھڑا کیا۔ اس

میں حضرت ابو خلیفہؓ، غلام سائیم تھے جن کے متعلق حضرت عمرؓ نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا کہ اگر آج  
وہ زندہ ہوتے تو میں خلافت کے لئے انہی کو نام زد کرتا۔ اس میں زید بن حارثہؓ ایک غلام تھے جن کے ساتھ

رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی پھوپھی کی بیٹی ام المومنین حضرت زینب کو بیاہ دیا تھا۔ ان میں حضرت زیدؓ  
بیٹے اسامہؓ تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے لشکر کا سردار بنایا تھا جس میں ابو بکر صدیقؓ

عمر فاروقؓ، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ شریک تھے۔ انہی اسامہ کے متعلق

حضرت عمرؓ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ "اسامہ کا باپ تیرے باپ سے افضل تھا اور اسامہ خود تجھ سے افضل ہے"

**مہاجرین کا اُتوہ** | اس جماعت نے اسلام کے تیرے عصدیت کے ان تمام تہوں کو توڑا تھا جو نسل اور

وطن رنگ اور زبان وغیرہ کے نام سے موسوم ہیں۔ اور جن کی پرستش قدیم جاہلیت سے جدید جاہلیت کے زمانہ تک دنیا میں ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے وطن مکہ کو چھوڑا اور اپنے ساتھیوں کو مکہ کی طرف ہجرت کی۔ اس کے یہ معنی نہ تھے کہ آپ کو اور مہاجرین کو اپنے وطن سے وہ فطری محبت نہ تھی جو انسان کو ہوا کرتی ہے مکہ کو چھوڑتے وقت آپ نے فرمایا تھا کہ "اے مکہ! تو مجھ کو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے، مگر کیا کروں کہ تیرے باشندے مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے" حضرت بلال جب مدینہ جا کر بیمار ہوئے تو مکہ کی ایک ایک چیز کو یاد کرتے تھے۔ ان کی زبان سے نکلے ہوئے یہ حسرت بھرے اشعار آج تک مشہور ہیں۔

الاولیت شعری ہل ابتین لیلۃ  
بفتح و حولی اذخر و جلیل  
وہل اردن یوما میاہ مجنۃ  
وہل تبدوالی شامۃ و طفیل

مگر اس کے باوجود جب وطن نے ان بزرگوں کو اسلام کی خاطر ہجرت کرنے سے باز نہ رکھا۔

**انصار کا طرز عمل** | دوسری طرف اہل مدینہ نے رسول اکرم اور مہاجرین کو سرآنکھوں پر بٹھایا

اور اپنے جان و مال خدمت اقدس میں پیش کر دیے، اسی بنا پر حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ "مدینہ قرآن سے فتح ہوا آپ نے انصار اور مہاجرین کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا تو یہ ایسے بھائی.....  
بھائی بنے کہ مدتوں انکو ایک دوسرے کی میراث ملتی رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اس تواریخ

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بیتان گھڑا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا حب الوطن من الایمان۔ حالانکہ ایسی کوئی صحیح حدیث آپ سے ماثور نہیں ہے۔

کو بند کیا۔ وَأَوْلُوا آلَ زَحَارٍ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ۔ انصار نے اپنے کھیت اور باغ آدمے آدمے تقسیم کر کے اپنے مہاجر بھائیوں کو دیدیے۔ اور جب بنی تضر کی زمینیں فتح ہوئیں تو رسول اللہ سے عرض کیا کہ یہ زمینیں بھی ہمارے مہاجر بھائیوں کو دیدیتے۔ یہی ایثار تھا جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَكُلٌّ مِّنْهُمْ خَصَّ صَدُوقًا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع انصاری کے درمیان مواخاۃ کرائی گئی تہ حضرت سعد اپنے دینی بھائی کو آدمہ مال دینے، اور اپنی بیویوں میں سے ایک کو طلاق دیکر بیاہ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ عہد رسالت کے بعد جب ہجرین پیہم منصب خلافت پر سرفراز ہوئے تو کسی مدنی نے یہ نہ کہا کہ تم متوطن مسافروں کو ہمارے ملک پر حکومت کرنے کا کیا حق ہے؟ رسول اکرم اور حضرت عمر نے مدینے کے نواحی میں مہاجرین کو جاگیریں دیں اور کسی انصاری نے اس پر زبان تک نہ بھائی۔

**رشتہ دین کی پادوی علاقہ کی قربانی** پھر جنگ بدر اور جنگ احد میں مہاجرین مکہ دین کی خاطر خود اپنے جان و مال سے لڑے۔ حضرت ابو بکر نے اپنے بیٹے عبدالرحمن پر تلوار اٹھائی حضرت حذیفہ نے اپنے باپ حذیفہ پر حملہ کیا۔ حضرت عمر نے اپنے ماموں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ خود رسول اکرم کے چچا عباسؓ، چچا زاد بھائی <sup>عبدال</sup>یاسرؓ، داماد ابوالعاصؓ بدر میں گرفتار ہوئے اور عام قیدیوں کی طرح رکھے گئے حضرت عمر اس پر آمادہ تھے کہ سب قیدیوں کو قتل کر دیا جائے اور ہر شخص خود اپنے عزیز کو قتل کرے۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم غیر قبیلہ اور غیر علاقہ والوں کو لے کر خود اپنے قبیلہ اور اپنے وطن پر حملہ آور ہوئے۔ غیروں کے ہاتھ سے اپنوں کی گردنوں پر تلوار چلوانی۔ عرب کے لئے یہ بالکل نئی بات تھی کہ کوئی شخص خود اپنے قبیلہ اور اپنے وطن پر غیر قبیلہ والوں کو چڑھا لائے اور وہ بھی کسی انتقام یا زور زمین کے قضیہ کی بنا پر نہیں بلکہ محض ایک کلمہ حق کی خاطر۔ جب قریش کے اوہاب مارے جانے لگے تو ابوسفیان نے آکر عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ قریش کے نوہال کٹ رہے ہیں۔ آج کے بعد قریش کا

نام و نشان نہ رہے گا۔ ”رحمۃ اللعالمین نے یہ سن کر اہل مکہ کو امان دیدی۔ انصار سمجھے کہ رسول اللہ کا دل اپنی قوم کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا ”حضور آخر آدمی ہی تو ہیں۔ اپنے خاندان والوں کا پاس کر ہی گئے۔“ رسول اللہ کو ان باتوں کی خبر پہنچی تو انصار کو جمع کیا اور فرمایا ”مجھے خاندان والوں کی محبت نے ہرگز نہیں کھینچا۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اللہ کے لئے تمہارے پاس ہجرت کر کے جا چکا ہوں۔ میرا صنیا تمہارے ساتھ ہے اور میرا تمہارے ساتھ۔“ جو کچھ حضور نے فرمایا تھا اسے لفظ بہ لفظ سنا کر دکھایا۔ <sup>جو</sup> مکہ معظمہ کے فتح ہو جانے کے بعد وہ علت باقی نہ رہی تھی جس کی بنا پر حضور ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے، مگر آپ نے مکہ میں قیام نہ فرمایا۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ رسول خدا نے مکہ کسی وطنی یا انتقامی جذبے کے تحت حملہ نہ کیا تھا، بلکہ محض اعلائے الحق مقصود تھا۔

اس کے بعد جب ہوازن اور ثقیف کے اموال فتح ہوئے تو پھر وہی غلط فہمی پیدا ہوئی۔ حضور نے غنیمت میں سے قریش کے نو مسلموں کو زیادہ حصہ دیا۔ انصار کے بعض نوجوان سمجھے یہ قومی پاس داری کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے بگڑ بگڑ کر کہا کہ ”خدا رسول اللہ کو معاف کرے۔ وہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ اب تک ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔“ اس پر رسول اکرم نے ان کو پھر جمع کیا اور فرمایا کہ ”میں ان لوگوں کو اس لئے زیادہ دے رہا ہوں کہ یہ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ محض ان کی تالیف قلب مقصود ہے۔ کیا تم اس پر راضی ہو؟“ کہ یہ مال لے جائیں اور تم رسول کو لیجاؤ؟“

غزوہ بنی المصطلق میں ایک غفاری اور ایک عوفی میں معرکہ ہو گیا۔ غفاری نے عوفی کو تھپڑ مارا۔ بنی عوف انصار کے حلیف تھے۔ عوفی نے انصار کو مدد کے لئے پکارا۔ بنی غفار مہاجرین کے حلیف تھے۔ غفاری نے مہاجرین کو آواز دی۔ قریب تھا کہ تلواریں کھینچ جائیں۔ رسول اللہ کو خبر ہوئی تو آپ نے فریقین کو بلا کر فرمایا کہ ”یہ کیا جاہلیت کی پکار تھی جو تمہاری زبانوں سے نکل رہی تھی؟“



(مَا لَكُمْ وَاذْعُوَ الْجَاهِلِيَّةِ) انہوں نے کہا کہ ایک مہاجر نے انصاری کو مارا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ”تم اس جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو۔ یہ بڑی گھناؤنی چیز ہے۔“ (دعوها فانها منتنة)۔ اس غزوہ میں مدینہ کا مشہور قوم پرست منافق عبد اللہ بن ابی بھی شریک تھا اس نے جو سنا کہ مہاجرین کے حلیف نے انصاری کے حلیف کو مارا ہے تو کہا کہ ”یہ ہمارے ملک میں آکر پھیل پھول گئے ہیں۔ اور اب ہمارے ہی سامنے سر اٹھاتے ہیں۔ ان کی مثل تو ایسی ہے کہ کتے کو کھلا پلا کر موتا کر تا کہ وہ تجھی کو پھاڑ کھائے۔ بخدا مدینہ واپس پہنچ کر جو ہم میں سے عزت والا ہو گا وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا“ پھر اس نے انصاری سے کہا کہ ”یہ تمہارا ہی کیا دہرا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں جگہ دی۔ اور اپنے اموال ان پر بانٹ دیے خدا کی قسم آج تم ان سے ہاتھ کھینچ لو تو یہ ہوا کھلتے نظر آئیں گے۔“ یہ باتیں رسول اللہ تک پہنچیں تو آپ نے عبد اللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبد اللہ کو بلا کر فرمایا کہ تمہارا باپ یہ یہ کہتا ہے۔ وہ اپنے باپ سے فایت درجہ محبت رکھتے تھے۔ اور ان کو فخر تھا کہ خزرج میں کوئی بیٹا اپنے باپ سے اتنی محبت نہیں کرتا مگر یہ قسم سن کر انہوں نے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو میں اس کا سر کاٹ لاؤں“ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر حبیب جنگ سے واپس ہوئے تو مدینہ پہنچ کر حضرت عبد اللہ اپنے باپ کے آگے تلوار سونپ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ”تو مدینہ میں گھس نہیں سکتا جب تک کہ رسول اللہ اجازت نہ دیں۔ تو کہتا ہے کہ ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو مدینے سے نکال دے گا۔ تو اب تجھے معلوم ہو کہ عزت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔“ اس پر ابن ابی چیخ اٹھا کہ ”لو سنو اہل خزرج۔ اب میرا بیٹا مجھ کو گھر میں گھسنے نہیں دیتا“ لوگوں نے آکر حضرت عبد اللہ کو سمجھایا۔ مگر انہوں نے کہا کہ ”رسول اللہ کی اجازت کے بغیر یہ مدینہ کے سایہ میں بھی پناہ نہیں دے سکتا۔“ آخر کار لوگ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ”جا کر عبد اللہ سے

کہو کہ اپنے باپ کو گھر میں جانے دے۔ جب عبد اللہ نے یہ فرمان مبارک سنا تو تلوار رکھ دی اور کہا کہ ”ان کا حکم ہے تو اب یہ جاسکتا ہے“

بنو قینقاع پر جب حملہ کیا گیا تو حضرت عباده بن الصامت کو ان کے معاملہ میں حکم بنایا گیا اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس پورے قبیلہ کو مدینے سے جلا وطن کر دیا جائے۔ یہ لوگ حضرت عثمان کے قبیلہ خزرج کے حلیف تھے گرا انہوں نے اس تعلق کا ذرہ برابر خیال نہ کیا۔ اسی طرح بنو قریظہ کے معاملہ میں اوس کے سردار سعد بن معاذ کو حکم بنایا گیا۔ اور ان کا فیصلہ یہ تھا کہ بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو سبایا اور ان کے اموال کو غنیمت قرار دیا جائے۔ اس معاملہ میں حضرت سعد نے ان حلیفانہ تعلقات کا ذرا خیال نہ کیا جو اوس اور بنو قریظہ کے درمیان مدتوں سے قائم تھے۔ حالانکہ عرب میں حلف کی جو اہمیت تھی وہ سب کو معلوم ہے۔

**جامعہ اسلامیہ کی اصلاح** | ان شواہد سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی قومیت کی تعمیر نسل و وطن اور زبان و رنگ کا قطعاً کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس عمارت کو جس معمار نے بنایا ہے اس کا تخیل ساری دنیا سے نرالا تھا اس نے تمام عالم انسانی کے مواد خام پر نظر ڈالی۔ جہاں جہاں سے اس کو اچھا اور مضبوطی ملا اس کو چھانٹ لیا۔ ایمان و عمل صالح کے پختہ چونے سے ان متفرق اجزا کو پیوستہ کر دیا۔ اور ایک عالمگیر قومیت کا تصور تعمیر کیا جو سارے کوہ ارضی پر چھایا ہوا ہے۔ اس عظیم الشان عمارت کا قیام و دوام منحصر ہے اس پر کہ اس کے تمام مختلف <sup>الاصل</sup> مختلف شکل، مختلف المقام اجزا اپنی جدا جدا اصلیتوں کو بھول کر صرف ایک اصل کو یاد رکھیں، اپنے جدا جدا رنگ چھوڑ کر ایک رنگ میں رنگ جائیں۔ اپنے الگ مقاموں سے قطع نظر سب کے ایک مخرج صدق بن جائیں اور ایک دخل صدق میں داخل ہو جائیں۔ یہی وحدت ملی اس بنیاد پر موصوں کی جائے

اس واقعہ کی پوری تفصیل ابن جریر کی تفسیر (جلد ۲ صفحہ ۶۶ تا ۷۰) میں ملاحظہ فرمائے۔

اگر یہ وحدت ٹوٹ جائے۔ اگر اجزائے ملت میں اپنی اصولوں اور نسلوں کے جدا ہونے، اپنے وطن اور مقام کے مختلف ہونے، اپنے رنگ و شکل کے متنوع ہونے، اپنی اغراض و نیوی کے متضاد ہونے کا احساس پیدا ہو جائے تو اس عمارت کی دیواریں پھٹ جائیں گی، اس کی بنیادیں ہل جائیں گی اور اس کے تمام اجزاء پارہ پارہ ہو جائیں گے۔ جس طرح ایک سلطنت میں کسی سلطنتیں نہیں بن سکتیں اسی طرح ایک قومیت میں کئی قومیتیں بھی نہیں بن سکتیں۔ اسلامی قومیت کے ساتھ نسلی، وطنی، لسانی، لونی قومیتوں کا جمع ہونا قطعاً محال ہے۔ ان دونوں قسم کی قومیتوں میں سے ایک ہی قائم رہ سکتی ہے۔ اس لئے کہ :-

جو اس کا پیرہن ہے مذہب کا وہ کفن ہے

پس جو اسلامی قومیت میں رہنا چاہتا ہے اسے تمام قومیتوں کے احساس کو باطل، اور سارے خاک و خون کے رشتوں کو قطع کرنا پڑے گا۔ اور جو ان رشتوں کو باقی رکھنا چاہتا ہو اس کے متعلق ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ وہ اسلامی قومیت سے نکل گیا۔ اُس نے اسلامی عصبیت کو چھوڑ دیا، جاہلی عصبیت کا دامن تھام لیا۔ اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکا، جاہلیت کے پھندے کو اسلام کے رشتہ پر ترجیح دی۔ وہ اسلام سے چھوٹا اور اسلام اس سے۔

**رسول اللہ کی آخری وصیت**  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آخری زمانہ میں سب سے زیادہ خطرہ جس چیز کا تھا وہ یہی تھا کہ کہیں مسلمانوں میں جاہلی عصبیتیں پیدا نہ ہو جائیں اور ان کی بدولت اسلام کا قہر ملت پارہ پارہ نہ ہو جائے۔ اسی لئے حضور بار بار فرمایا کرتے تھے کہ۔

لا ترجعون بعدی کفاراً ایضاً بعضکم کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم پھر کفر کی طرف پلک رقباب بعض (بخاری کتاب الفتن) آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

اپنی زندگی کے آخری حج، حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو عرفات کے خطبہ میں

عام مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا:۔

”سُن رکھو کہ امور جاہلیت میں سے ہر چیز آج میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔  
عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے تم سب آدم کی اولاد سے ہو اور  
آدم مٹی سے تھے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان بھائی بھائی ہیں  
جاہلیت کے سب خون باطل کر دیے گئے۔ اب تمہارے خون اور تمہاری عترتیں  
اور تمہارے اموال ایک دوسرے کے لئے ویسے ہی حرام ہیں جیسے آج حج کا دن  
تمہارے اس مہینہ تمہارے اس شہر میں حرام ہے۔“

پھر مٹی میں تشریف لے گئے تو اس سے بھی زیادہ زور کے ساتھ اس تقریر کو دہرایا اور اس

باضافہ کیا:۔

”دیکھو! میرے بعد پھر گمراہی کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گمراہی نہ  
مارنے لگنا عنقریب تم اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ وہاں تمہارے اعمال کی تم سے  
باز پرس ہوگی۔“

”سنو اگر کوئی نکتہ جہشی بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے اور وہ تم کو کتاب اللہ کے  
مطابق چلائے تو اس کی بات ماننا اور طاعت کرنا۔“

یہ ارشاد فرما کر پوچھا کہ ”کیا میں نے تم کو یہ پیغام پہنچا دیا؟“ لوگوں نے کہا ہاں یا بول اللہ۔ فرمایا  
”اے خدا تو گواہ رہیو“ اور لوگوں سے کہا کہ ”جو موجود ہے وہ اس پیغام کو ان لوگوں تک پہنچا دے جو موجود  
نہیں ہیں۔“

حج سے واپس ہو کر شہدائے احد کے مقابلہ پر تشریف لے گئے اور پھر مسلمانوں کو خطاب  
کر کے فرمایا:۔



”مجھے اس کا خوف نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرو گے۔ مگر ڈرتا اس سے ہوں کہ کہیں تم دنیا میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور آپس میں لڑنے نہ لگو۔ اگر ایسا کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح پہلی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں۔“

**اسلام کے لئے سب سے بڑا خطرہ** یہ فتنہ جس کے ظاہر ہونے کا سید الکونین کو اندیشہ تھا، حقیقت میں ویسا ہی ہلک ثابت ہوا، جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ قرن اول سے آج تک اسلام اور مسلمانوں پر جو تباہی بھی نازل ہوئی ہے اسی کی بدولت ہوئی ہے۔ وصال نبوی کے چند ہی برس بعد مابشری اقتدار کے خلاف اموی عصبيت کا فتنہ اٹھا اور اس نے اسلام کے اصلی نظام یا رستہ کو ہمیشہ کے لئے درہم برہم کر دیا۔ پھر اس نے عربی عجمی اور ترکی عصبيت کی شکل میں ظہور کیا اور اسلام کی سیاسی وحدت کا بھی خاتمہ کر دیا۔ پھر مختلف ملکوں میں جو اسلامی سلطنتیں قائم ہوئیں ان سب کی تباہی میں سب سے زیادہ اسی فتنہ کا ہاتھ تھا۔ قریب تین زمانہ میں دو سب سے بڑی اسلامی سلطنتیں ہندوستان اور ترکی کی تھیں۔ ان دونوں کو اسی فتنہ نے تباہ کیا۔ ہندوستان میں منسل اور ہندوستانی کی تفریق نے سلطنت منلیہ کو دفن کیا۔ اور ترکی میں ترک، عربیہ اور ترکی تفریق تباہی کی موجب ہوئی۔

اسلام کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ جائیے۔ جہاں کوئی طاقت و سلطنت آپ کو نظر آئے گی۔ اس کی بنیاد میں آپ کو بلا امتیاز جنسیت مختلف نسلوں اور مختلف قوموں کا خون ملے گا۔ ان کے مدبر، ان کے سپہ سالار، ان کے اہل تسلیم، ان کے اہل سیف سب کے سب مختلف الاجناس پائے جائیں گے۔ آپ عراقی کو افریقہ میں، شامی کو ایران میں، افغانی کو ہندوستان میں، اسلامی حکومتوں کی اسی جاں بازی و یانت و صداقت و امانت کے ساتھ خدمت کرتے ہوئے دیکھیں گے جس سے وہ خود اپنے وطن کی خدمت کرتا۔ اسلامی سلطنتیں کبھی اپنے مردان کا۔ کی فراہمی میں کسی ایک ملک یا ایک نسل کے وسائل پر منحصر نہیں رہیں ہر حکمت قابل دماغ اور کار پر داز تھا ان کے لئے جمع ہوئے اور انہوں نے مردار لا سلام کو



اپنا وطن اور گھر سمجھا۔ مگر جب نفسانیت، خود غرضی، عصبیت کا فتنہ اٹھا، اور مسلمانوں میں مرزویوں، رنگ نسل کے امتیازات نے راہ پائی تو وہ ایک دوسرے سے بغض و حسد کرنے لگے، و بڑے بند یوں اور سازشوں کا دور دورہ ہوا جو قوتیں دشمنوں کے خلاف صرف ہوتی تھیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف صرف ہونے لگیں مسلمانوں میں یہ خانہ جنگی برپا ہوئی اور بڑی بڑی اسلامی طاقتیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔

**مغرب کی اندی لعلید** | آج مغربی قوموں سے سبق سیکھ کر ہر جگہ کے مسلمان نسلیت اور وطنیت کے راگ الاپ رہے ہیں۔ عرب عربیت پر ناز کر رہا ہے مصری کو اپنے فراعندہ یاد آ رہے ہیں۔ ترک اپنی ترکیت کے جوش میں جنگیز اور ہلاکو سے شتہ جوڑ رہا ہے۔ ایرانی اپنی ایرانیت کے جوش میں کہتا ہے کہ یہ محض عرب اسپرینڈم کا زور تھا کہ حسین اور علی (علیہما السلام) ہمارے ہیروین گئے۔ حالانکہ حقیقتہً ہمارے قومی ابطال تو رستم و اسفندیار تھے۔ ہندوستان میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اپنے آپ کو پہلے ہندوستانی اور پھر مسلمان کہتے ہیں۔ وہ لوگ بھی یہاں موجود ہیں۔ جو آب زمزم سے قطع تعلق کر کے آب گنگا سے وابستگی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو بھیم اور ارجن کو اپنا قومی ہیرو قرار دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ترک و ایران و عرب مست فرنگ ہر کے رادر گلو شست فرنگ  
مشرق از سلاطانی مغرب خراب اشتراک از دین و ملت بڑہ تاب

مگر یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ان نادانوں نے اپنی تہذیب کو سمجھا ہے اور نہ مغربی تہذیب کو اصول اور حقائق ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ وہ محض سطح ہیں۔ اور سطح پر جو نقوش ان کو زیادہ نمایاں اور زیادہ خوش رنگ نظر آتے ہیں انہی پر لوٹ پوٹ ہونے لگتے ہیں۔ ان کو خبر نہیں کہ جو چیز مغربی قومیت کے لئے آب حیات ہے، وہی چیز اسلامی قومیت کے لئے زہر ہے۔ مغربی قومیتوں کی بنیاد نسل و وطن اور زبان و رنگ کی وحدت پر قائم ہوئی ہے۔ اس لئے ہر قوم مجبور ہے کہ ہر اس شخص سے اجتناب کرے جو اس کا ہم قوم نہیں ہے، ہم زبان نہ ہو، خواہ وہ اس کی سرحد سے ایک ہی میل کے فاصلہ پر کیوں نہ ہو۔

دہاں ایک قوم کا آدمی دوسری قوم کا سچا و فادار نہیں ہو سکتا۔ ایک ملک کا باشندہ دوسرے ملک کا سچا خادم نہیں بن سکتا۔ کوئی قوم کسی قوم کے کسی فرد پر یہ اعتماد نہیں کر سکتی کہ وہ اس کے مفاد کو اپنی قوم کے مفاد پر ترجیح دے گا۔ مگر اسلامی قومیت کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہاں قومیت کی بنیاد نسل و وطن کے بجائے اعتقاد و عمل پر رکھی گئی ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان کسی جنسی امتیاز کے بغیر ایک دوسرے کے شریک حال اور معاون ہیں۔ ایک ہندی مسلمان مصر کا ویسا ہی وفادار شہری بن سکتا ہے جیسا کہ خود ہندوستان کا ہے۔ ایک افغانی مسلمان شام کی حفاظت کے لئے اسی جا نبازی کے ساتھ لڑ سکتا ہے جس کے ساتھ وہ خود افغانستان کے لئے لڑتا ہے۔ اس لئے ایک ملک کے مسلمان کو دوسرے ملک کے مسلمان کے لئے جتنا کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس معاملہ میں اسلام کے اصول اور مغرب کے اصول ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں جو وہاں سبب قوت ہے وہ یہاں سبب ضعف ہے۔ اور جو یہاں مایہ جیات ہے وہ وہاں بعینہ ستم قاتل ہے۔ اقبال نے اس حقیقت کو کس خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار

قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری